مولانا سعید احمد عنایت اللہ مکہ مکرمہ

حدود اللہ کا قیام
دہشت گردی کا انسداد

اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود، اور بھیانک معاشرتی جرائم، ڈکیتی، بدکاری، شراب نوشی اور قذف وغیرہ پر جو شرعی سزائیں خالق بشر نے مقرر فرمائی ہیں وہ پوری کائنات کے لئے سراسر رحمت ہیں۔ انسانی معاشرے میں قیام امن اور بشریت کی ہر دو صنف مرد و زن کی عزت و عصمت ان کے مال و جان کی حفاظت کی ضامن ہیں بلکہ انسانیت کے مقام شرافت و کرامت کی کفیل یہی حدود اللہ ہیں جن کے مبارک ثمرات کا اولین نتیجہ انسانوں کے اس دنیا میں مکمل تحفظ کی صورت میں ملتا ہے۔

ان سراپائے رحمت حدود کو دہشت گردی گردانا کفران نعمت اور صرف خدا و رسولؐ سے ہی بیزاری کا اعلان نہیں بلکہ انسانیت دشمنی اور ایسے قائل کے خبث باطن اور ہوا پرستی کی ظاہر دلیل ہے۔

خصوصاً مملکت خداداد پاکستان جو صرف تنفیذ شریعت اسلامیہ کے لئے معرض وجود میں آئی۔ اسی ملک میں حدود اللہ کے خلاف شرانگیزی وطن عزیز کی اساس کو ہلانا اور ارض پاک کے خلاف بغاوت کی ایک سازش ہے جس کی ابتدائی سزا یہ ہونی چاہئے کہ پاکستانی شہریت کا حامل جو شخص اسلامی شریعت کے کسی پہلو پر طعن کرے اس سے پاکستانی شناختی کارڈ چھین لیا جائے اور پھر ملت و ملک کے اس باغی کا پورا محاسبہ کیا جانا چاہئے۔

الحمد للہ کہ تاسیس پاکستان کے آغاز سے تاہنوز ہمارے عوام کی اکثریت اور ایوانوں کی غالبیت چاہے کسی جماعت سے وابستہ ہو اسلامی شریعت کی برتری پر غیر متزلزل یقین رکھتی ہے اور اپنی ملکی فلاح و بقا صرف اور صرف نظام اسلامی میں ہی جانتی ہے۔

کمی صرف اس بات کی ضرور ہے کہ مسلم قومیت کا نظریہ جس کی عملی مشق کے لئے ہندوستان تقسیم ہوا۔ اس کی عملی مشق کا موقعہ میسر نہ آسکا۔ اس کوتاہی کا ہر پاکستانی شہری کو احساس ہے۔ اور اسی قصور کا ہر ذمہ دار کو اعتراف بھی ہے مگر اسلام سے بیزاری اور بغاوت یہ عوام اور حکمران ہر دو جہت سے ناقابل معافی جرم ہے اور رہا ہے

مگر ہمارے ملک میں چند افراد پر مشتمل ایک طبقہ فکری ارتداد کا بھی شکار رہے جو مغرب کو قبلہ و کعبہ جانتے ہوئے کبھی کبھی شرعی احکام کے خلاف بیزاری کا اظہار کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ اور حکومت کے بعض وزراء اور مشیر صاحبان بھی اسی فتنے میں ان کے شریک عمل ہو کر نظریہ پاکستان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ ان کا یہ عمل خدا تعالیٰ کے غضب عمومی کو دعوت دیتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ طبقہ پاکستان کی اکثریت کی غیرت ایمانی کو چیلنج کرتا ہے۔

ملت و ملک اور انسانیت کا دشمن یہ طبقہ جسد ملکی کے لئے وہ ناسور ہے جس کا فوری معالجہ ناگزیر ہے پاکستانی مسلم معاشرے کی پیشانی پر سے اس بدنما داغ جس کا ازالہ ضروری ہے۔ شریعت مطہرہ کے کسی پہلو پر طعن کرنے والے اور نظریہ پاکستان کے خلاف زہر اُگلنے والے مفسد عناصر اعداء اسلام کے کارندے ہیں۔ پاکستانی عوام اور حکومت کو ان کا محاسبہ کرنا ہوگا۔ آج نہیں تو مستقبل قریب میں انشاء اللہ۔

مذکورالصدر حضرات کی شرانگیزی کی ایک مثال پیش خدمت ہے۔

روزنامہ جنگ ۱۳ دسمبر کے شمارے میں پاکستان ویمنز رائٹس کمیٹی کراچی کے حوالہ سے تحریر ہے کہ

۱۔ بچے کی ولادت کے وقت شہریت کے فارم میں باپ کے لفظ کے ساتھ ماں کا اضافہ ہونا چاہیئے تاکہ پیدا ہوتے ہی ہر بچہ (چاہے اس کا نسب کچھ ہو) شہریت کا حق حاصل کرلے۔

۲۔ عورت کا قانون شہادت برائے حدود میں مستثنٰی کرنے کے قانون میں ترمیم ہونی چاہیئے۔

۳۔ زنا آرڈیننس معصوم افراد کی زندگیوں میں دہشت پیدا کرتا ہے۔

یہ ہیں بحالی حقوق خواتین کی اختراعات و اقتراحات۔ جن کی تحلیل کے طور پر عرض ہے کہ ایسی تجاویز پیش کرنے والے قرآن و سنت کی تعلیمات سے اگر بے بہرہ ہیں تو جان لیں کہ:۔

۱۔ حق تعالیٰ شانہ نے تمام بشریت کو بنی آدم کا لقب دیا اور ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا۔ قرآن حکیم نے اولاد کو باپ کی طرف منسوب کرنے کی واضح ہدایات دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اُدعوھم لاٰبآءِھم ـــ اولاد کی نسبت ان کے باپوں کی طرف کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ الولدُ للفراشِ و للعاھر الحجر ـــ بچہ تو اپنے باپ کا ہے اور بدکار کے لئے پتھر ہیں۔

یہ معلوم رہے کہ صرف لعان کی صورت میں بچہ ماں کی طرف منسوب ہوگا کہ نکاح کے بعد خاوند اپنی منکوحہ بیوی کے حمل کا انکار کردے اور بیوی حلف کے ساتھ اسی سے حمل پر اصرار کرے اور یہ بھی کہے کہ اگر اس کا خاوند

سچا ہے تو اس (عورت) پر خدا کا غضب ہو۔ تو انکارِ نسب کی صورت میں بچہ ماں کی طرف منسوب ہوگا۔ اور اس ماں کا وارث بھی ہوگا۔ ایسی کوئی صورت نہیں کہ بحالیِ حقوق کے نام پر حرام کاری کی ترویج اور بدکاری کی اشاعت کی خاطر ایسے قانون وضع ہوں کہ شرم و حیا کا جنازہ نکل جائے۔

۲۔ یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ شہادت ایک مقدس خدائی فریضہ اور عظیم قومی امانت ہے۔ بعض احوال میں خدا تعالیٰ نے صنفِ نازک پر رحم کرتے ہوئے عورتوں کو اس تحمل سے اور کچھ دیگر حالات میں بعض اہم فرائض سے رخصتیں دے رکھی ہیں۔ خواتین کو مولائے کریم کا شکر گذار ہونا چاہئیے۔ عورت کی فطری ضعف کی شریعت میں کتنی رعایت رکھی گئی۔ نہ یہ کہ کفرانِ نعمت کے طور پر عورت کا اصرار ہو کہ وہ ضرور اس بوجھ کو اٹھائے گی یہ عین رحمتِ الٰہی ہے کہ عورت کو امامتِ صغریٰ اور امامت کبریٰ کے تحمل سے بھی مستثنیٰ قرار دیا۔

۳۔ اسی طرح اسلامی حدود پر غور کریں کہ بدکار کو کوڑے لگانا یا سنگساری، چور کا ہاتھ کاٹنا۔ ڈاکو کا ہاتھ اور پاؤں بھی کاٹ دینا یا قتل کرنا۔ قاتل کی گردن اتار پھینکنا یہ سب وحشت کے خلاف مبارک جہاد ہے اور جرائم کے انسداد کا ایسا سہل نسخہ جسے حکیم مطلق نے فطرتِ انسانی کے عین مطابق تجویز فرمایا۔ تاکہ یہ حدود مفسد عنصر کا قلع قمع کرکے پر امن معاشرے کی تخلیق کرنے میں مدد دے سکیں۔ جس سے مظلوم کی داد رسی ہوتی ہے۔ مجرمین کے لئے مقامِ عبرت اور شریروں کو ان کے شر سے باز رکھ کر پر امن انسانوں کی خدمت اور برکاتِ خداوندی کو حاصل کیا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی حد کے نفاذ کی برکات چالیس سال کی بارش سے بھی بڑھ کر ہیں۔

تو مفسد عنصر کا قلع قمع انسانی معاشرے کے ساتھ عین رحمت ہے۔ جس طرح کہ فاسد عضو کو مریض پر شفقت اور کمال رحمت کے تقاضہ سے کاٹ کر بقیہ جسد کو مامون و محفوظ بنایا جائے۔ اس میں کسی کی حق تلفی کیسے ہے نہ مردوں کی نہ عورتوں کی۔ بلکہ اقامتِ حدود میں تو صاحبِ حق کو اس کے حق کے دلانے کا تحفظ ہے۔

البتہ خدائی ضوابط کو مورد طعن ٹھہرانا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو خالق کے سراپا رحمت نظامِ حیات سے محروم رکھنا یہ خالق اور مخلوق دونوں کی حق تلفی ہے۔ اور دوہرا ظلم ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الظالمون۔

جو خدا تعالیٰ کے نازل کردہ نظامِ حکومت کا نفاذ نہیں کرتے ظالم ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے حقِ اطاعت میں کوتاہی کرکے مخلوق کو اس کی رحمت سے محروم کرکے۔ یہ ظالم اپنی ڈھٹائی سے خدا تعالیٰ کے نزدیک فاسق

بھی بن جاتے ہیں۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون۔

اور شریعت مطہرہ کے نظام کو غیر صالح سمجھ کر منکر ہو جانے پہ یہ کافر بھی گردانے جاتے ہیں۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون ۔(سورۃ المائدہ ۵)

انسان کے وضعی قوانین میں نقص اور خالق انسان کے وضع کردہ نظام میں کمال اور جامعیت بالکل اسی طرح بدیہی ہے جیسے کہ خالق و مخلوق میں فرق، نہ سمجھیں تو دونوں نظاموں میں تقابل کرلیں۔

بشری قوانین کی قیام امن میں عدم صلاحیت جاننے کے لئے اقوام عالم میں سب سے ترقی یافتہ ملک امریکہ کو دیکھ لیں کہ اعلیٰ اور جدید ترین مالی وسائل کی کثرت کے باوجود بدامنی اور اخلاقی گراوٹ میں اسفل السافلین کی حالت میں ہے۔ عفت و پاکدامنی کا تصور معدوم۔ دن دہاڑے قتل و غارت اور ڈکیتیاں معمول زندگی۔ کوئی شخص نقدی لے کر جیب میں چلنے کو یوں ہی سمجھتا ہے کہ ایٹم بم ہے جو کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے۔

جرائم کی کثرت سے مجرموں کے لئے بنائی گئی جیلوں میں گنجائش نہیں رہی تو اب بحری جہازوں میں بند کر کے انہیں کھلے سمندر میں کھڑا کر دیتے ہیں۔

اس کے تقابل میں اسلام کے نظام حکومت اور اس کی حدود کے قیام سے پرامن معاشرے کا صدیوں تک انسانوں نے تجربہ کیا اور آج بھی جن ممالک اسلامیہ میں شرعی سزائیں قائم کی جاتی ہیں ان میں امن عامہ کی حالت مشرق و مغرب میں قابل رشک ہے کاش کہ ہم بھی پاکستان میں تنفیذ شریعت کی عملی مشق کر کے اغیار کے لئے قابل تقلید بنتے۔ مگر پاکستانی معاشرے کے بعض افراد جو مادر پدر آزادی کے قائل ہیں اسلامی نظام کے خلاف ہمارے معزز معاشرے کے شرف و کرامت اور عفت کو ہم سے چھیننا چاہتے ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ ہم اپنے مغربی آقاؤں کی حالت سے عبرت پکڑتے اور ان کی حالت زار پہ رحم کے طور پر اور حق نمک خواری کی ادائیگی ان کو اسلام کے جامع نظام حکومت کو اختیار کرنے کی دعوت دے کر ان پہ احسان کرتے مگر کتنی بے حیائی اور باطل پہ ڈھٹائی ہے کہ یہ لوگ الٹا بحالئی حقوق کے نام سے شریعت مطہرہ کے خلاف ہرزہ سرائی کریں۔ نہ خدا کا خوف مانع ہو نہ مسلم اکثریت کے غیظ و غضب کا ڈر۔ نہ حکومت کی طرف سے محاسبہ کی فکر۔ اور نہ خود حکومت کو احساس محاسبہ۔

ارباب سیاست و حکومت کا فریضہ ہے کہ فکری ارتداد کے حامل، وطن اور ملت کے ان غداروں کا شدید حساب لے ورنہ پاک وطن کے غیور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان کے محلوں، گلی کوچوں ان کے گھروں اور دفتروں میں ان کا تعاقب کریں ۔